کر کے فرمایا "فانما علیک البلاغ وعلینا الحساب" خود قرآن مجید کے متعلق بھی فرمان الٰہی ہے کہ "ہذا بلاغ للناس" (یہ ایک پیغام ہے سب انسانوں کے لئے)۔

انسانی حقوق کا پہلا بنیادی چارٹر، خطبہ حجتہ الوداع جسے تاریخ میں اپنی اہمیت کے پیش نظر حجتہ البلاغ ، حجتہ التمام، حجتہ الاسلام کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ جسے تاریخ میں نہ صرف ایک ممتاز مقام حاصل ہے بلکہ انسانیت کے لئے ایک مینارہ نور، امن و سلامتی اور عدل و مساوات کے ابدی اصولوں پر مبنی ایک عظیم دستور حیات کی حیثیت حاصل ہے، اللہ کے رسول نے اپنی امت کو اپنے بعد اس کام پر مامور فرمایا "فلیبلغ الشاہد الغائب" جو حاضر ہیں وہ میرا پیغام ان لوگوں تک پہنچادیں جو حاضر نہیں ہیں۔ عرب عہد جاہلیت میں ذرائع ابلاغ صرف شعر و شاعری، تجارتی میلوں اور بازاروں ، خطبوں اور وصیتوں تک محدود تھے۔ لیکن اسلام نے ذرائع ابلاغ کو شاعری، خطابت اور قصہ گوئی کے محدود دائرے سے نکال کر ایک نئی جلا بخشی۔ قرآن حکیم نے قصہ نویسی ، قانون سازی، منطقی استدلال، نئی اصلاحات، نئے الفاظ، جدید تراکیب اور مضامین کے اضافے سے جن کو اہل عرب نہیں جانتے تھے دنیا کو ایک نئے طرز ابلاغ سے متعارف کروایا۔ کھجور کی شاخوں، سفید پتلے کاغذ، اونٹ کے شانے کی چوڑی ہڈی، مصری کاغذ اور یمنی کاغذ پر قرآن مجید تحریر کر کے اسے ابلاغ کا ذریعہ بنایا۔ مسجد اور حج کو "ابلاغ" کے ایک جدید اور موثر ذریعہ کے طور پر متعارف کروایا۔ آپ نے خود اپنے دور مبارک میں عالمی فرمارواؤں اور سلاطین کے نام جو خطوط اور مکتوب ارسال کئے، مورخین نے انکی تعداد 250 کے قریب بیان فرمائی ہے۔ یہ ذرائع ابلاغ کا موثر ہتھیار ہی تھا جسکے ذریعے جناب رسالت مآب نے اپنی زندگی میں اپنے پیغام کو جزیرہ العرب کی جغرافیائی حدود سے نکال کر افریقہ، یورپ اور جنوب وسطی ایشیا تک پہنچادیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ابلاغ اور مواصلات کے جدید دور کے متحرک وسائل کی عدم دستیابی کے باوجود بہت محدود نوعیت کے ذرائع کو ایسی مہارت، ہنر مندی اور بصیرت سے استعمال کیا گیا ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ صفا کی چوٹی، منبر رسول ﷺ، چبوترہ اذان، مکبرین کا تقرر، اور تحریر کے مختلف انداز، ایسے ذرائع ہیں جو ابلاغ کی جدت اور نت نئے طریقوں کے استعمال کی اہمیت واضح کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے انداز اور سیرت میں ابلاغ اور صحافت کے متعلق بہترین ہدایات اور مسلمہ ابلاغیاتی اصول موجود ہیں۔ اور اس سلسلے میں بہترین راہنمائی موجود ہے۔ آپ نے زبانی پیغام رسانی، سفارتی پیغام رسانی کے علاوہ عبادت، اذان، نماز، خطبہ جمعہ، خطبہ حج اور عیدین تک کو ابلاغ کا ایک موثر ذریعہ بنایا۔[1] خلافت راشدہ میں "برید" یعنی ڈاک اور اطلاعات کے نظام پر زبردست توجہ دی گئی، عہد اموی میں سرکاری خط وکتابت کی ترسیل اور خبروں و معلومات سے آگاہی کے لئے دمشق سے صوبائی

[1] پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، ذرائع ابلاغ کا کردار اور ذمہ داریاں، صفحہ ۲۳۷

TRUE COPY
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

صدر مقامات تک جانے والی تمام شاہراہوں پر چند میل کے فاصلے پر برید کے گھوڑے موجود ہوتے تھے جو ایک چوکی سے دوسری چوکی اور پھر آگے تیسری چوکی تک ڈاک پہنچاتے۔ عباسی دور میں "صاحب البرید" کا عہدہ بے پناہ اہمیت کا حامل تھا۔ جس کے ذریعے دربار سے مملکت کے عام وخاص تک اور اس طرح دربار تک ہر قسم کی خبریں پہنچائی جاتی تھیں۔ یہی سلسلہ خلافت عثمانیہ اور دیگر ادوار تک چلتا رہا۔ قرآنی آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تخلیق آدم کے وقت رب کائنات اور فرشتوں کے درمیان ہونے والا مکالمہ بھی دراصل ابلاغ کی وہ پہلی صورت تھی جس میں حضرت آدمؑ نے ان ساری چیزوں کے نام بتائے جو اللہ رب العزت نے سکھائے تھے۔ لہذا ایک مسلمان ریاست میں ابلاغ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔[1] ابلاغ کے تمام میسر وسائل کو بروئے کار لانا اور انہیں ریاست کے انتظام اور عوامی فلاح وسعادت کے لئے استعمال کرنا ایک لازمی امر ہے۔

دستور پاکستان میں اسی ضرورت کے تحت ابلاغ کے حق کو بنیادی انسانی حق کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ دستور پاکستان کی دفعہ 19 میں دیئے گئے نظریہ ابلاغ کا ایک سرسری مطالعہ یہ واضح کرنے کے لئے کافی ہے کہ پاکستان کا دستور ایک معتدل اور متوازن نظریہ ابلاغ کا تصور پیش کرتا ہے۔ جو ایک طرف آزادی اظہار کا حق بھی دیتا ہے اور دوسری جانب اس کے استعمال پر ذمہ داری بھی عائد کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دستور پاکستان میں واضح کردہ نظریہ ابلاغ اپنے اصول وضوابط کے حوالے سے ہمہ گیر اور لاجواب ہے۔ اس مطالعہ سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ آئین پاکستان کا وضع کردہ نظریہ ابلاغ پاکستانی معاشرے کی ضروریات اور امنگوں سے ہم آہنگ ہے۔ ہمارے آئین کے واضح کردہ نظریہ ابلاغ میں حقوق وفرائض ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ جس میں فرد کی آزادی کی ضمانت کے ساتھ ساتھ معاشرے کی اصلاح اور تربیت، ریاست کے مثبت اقدامات پر تحسین اور خلاف قانون اور اخلاقی امور پر گرفت اور احتساب کی ضمانت دی گئی ہے۔ دستور کی دفعہ 19 و دیگر دفعات میں جو ابلاغی نظریہ پیش کیا گیا ہے وہ دراصل قرآنی تعلیمات، احادیث مبارکہ اور سیرت طیبہ کی تعلیمات واساسات سے قریب تر ہے۔ جس میں "اسلام کی عظمت کے تحفظ" کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اسلامی ریاست میں آزادی ذرائع ابلاغ کی حدود بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد وسیم اکبر شیخ[2] نے یہ لکھا ہے کہ "اسلام نے فرد اور ریاست، اداروں اور ذرائع ابلاغ کو جو ذمہ داریاں اور فرائض سونپے ہیں، انہیں ایک مخصوص دائرہ کار میں رہتے ہوئے پورا کرنا ذرائع ابلاغ کا فرض ہے، اسلامی تعلیمات سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اسلامی ریاست میں آزادی ذرائع ابلاغ نیکی وپاکیزگی کے فروغ کے لئے ہے، شر انگیزی اور فتنہ وفساد پھیلانے کے لئے نہیں۔"

[1] پروفیسر مہدی حسن، جدید ابلاغ عامہ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، صفحہ ۲۲۴

[2] ڈاکٹر محمد وسیم اکبر شیخ، اسلامی ریاست میں آزادی ذرائع کی حدود، لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت

TRUE COPY
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court

اسلام کی عظمت میں بنیادی اور دائمی کردار محسنِ انسانیت حضرت محمد ﷺ کی شخصیت اور اسوۂ حسنہ کا ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ ﷺ کی زندگی قرآن کریم کی عملی تصویر، مینارۂ نور، معراجِ انسانیت اور تاابد پیروی کے لیے نمونہ ہے۔ اسلام کی عظمت کی ابتداء اور انتہاء آپ ﷺ ہی ہیں۔

قرطاس کے چہرے پر
اک لفظ لکھا میں نے
اُس لفظ کی خوشبو سے
قرطاس معطّر ہے
اُس نام کی کرنوں سے
ہر چیز منوّر ہے!!!
وہ لفظ مکمل ہے
وہ لفظ محمد ﷺ ہے

جدید محققین[1] نے اسلامی معاشرے میں ابلاغ کے جو اہم مقاصد، حدود اور آداب بیان کئے ہیں ان کے مطابق میڈیا کی جو تصویر ابھرتی ہے وہ ایک ایسا ذمہ دار ادارہ ہے جو احترام انسانیت کی تلقین، آزادی و ذمہ داری کے اشتراک کے واضح تصور، معاشرے میں مثبت باتوں کے فروغ، عریانی اور فحاشی کے انسداد اور سد باب، حق اور انصاف کی ادائیگی، ترویج اور رسائی میں معاونت، معاشرتی اتحاد و تنظیم کے قیام، صحت اور صفائی کی ترغیب، عوامی تعلیم اور تربیت کے اقدامات، اظہار خیال میں شائستگی اور برداشت کی ترویج، تحریف، غلط بیانی اور پراپیگنڈہ کی ممانعت اور حوصلہ شکنی، نفرت انگیزی و دل آزاری سے گریز کی تربیت، لوگوں کے نجی معمولات میں تجسس اور دخل اندازی سے گریز کے رویے، خواتین اور اقلیتوں کے حقوق کی نگہداشت اور رائے عامہ کی ہمواری، صالح اور پرامن معاشرے کے قیام میں ریاست اور حکومت کی معاونت، امت مسلمہ میں اخوت اور یکجہتی کے قیام، بین الاقوامی معمولات میں مثبت، تعمیری اور صلح جویانہ مؤقف کے اظہار اور ترویج اور عوام کو مثبت اور تعمیری تفریح کی فراہمی جیسے انتہائی اہم فرائض سے عبارت ہے۔

17۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ذرائع ابلاغ جدید معاشرے اور تہذیب کا ایک جزو لاینفک ہیں۔ یہ بھی ایک بدیہی حقیقت ہے کہ ذرائع ابلاغ کسی بھی معاشرے کے اجتماعی مزاج کو بنانے اور بگاڑنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ نے انسانی زندگی کے

TRUE COPY
Copy Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھیئے :ڈاکٹر محمد وسیم اکبر شیخ، اسلامی ریاست میں آزادی ذرائع کی حدود، لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت، :پروفیسر مہدی حسن، جدید ابلاغ عامہ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان: کنور محمد دلشاد، ذرائع ابلاغ اور تحقیقی طریقے، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، عرفان علی یوسف، مطالعہ ابلاغیات

ہر شعبے کو متاثر کیا ہے اور اب ان کی حیثیت معاشرے کے ایک لازمی جز و اور اہم ترجمان کی ہے۔ پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا نہ صرف قومی اور بین الاقوامی پالیسیوں کے اظہار اور تعارف کا ایک اہم ذریعہ ہے بلکہ اب تو ان کی قبولیت اور عدم قبولیت کے حوالے سے ایک اہم عنصر تصور کیا جاتا ہے۔ اس لئے کوئی ملک اور قوم ذرائع ابلاغ کے درست اور ذمہ دارانہ استعمال کے عصر حاضر کے اہم چیلنج سے صرف نظر نہیں کرسکتی۔ بدقسمتی سے پاکستان میں میڈیا کے مثبت، ذمہ دارانہ اور قومی خواہشات کے ہم آہنگ استعمال کے حوالے سے کوئی واضح اور مناسب قانون سازی موجود نہ ہے۔ میڈیا کو دستور پاکستان میں دی گئی ہدایات اور ایک اسلامی معاشرے کی ضروریات ،جو کہ دستور میں واضح طور پر بیان کی گئی ہیں۔ سے ہم آہنگ کرنے میں شدید غفلت، لاپرواہی اور غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ یہاں یہ امر واضح کرنا ضروری ہے کہ عدالت عظمیٰ کی بھرپور کاوش اور احکامات کی روشنی میں 2005 میں الیکٹرانک میڈیا کے لیے ایک ضابطہ اخلاق جاری کیا گیا، لیکن بدقسمتی سے چینلز کے مالکان مالی منفعت اور درجہ بندی کی دوڑ میں نہ آئینی حدود کی پابندی کرتے ہیں اور نہ ضابطہ اخلاق کو ہی خاطر میں لاتے ہیں پیمرا عملی طور پر بے بس نظر آتا ہے چونکہ اُس کی جانب سے تمام سنجیدہ اور پرعزم کاوشیں غیر موثر کر دی جاتی ہیں لیکن سوشل میڈیا پر بے حیائی کا ایک سیلاب ہے جس کے آگے آئین میں دی گئی حدود کے مطابق بند باندھنے کے لئے حکومتی سطح پر مناسب اقدامات نہ کئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مقدس شخصیات کی توہین کا سلسلہ اپنے عروج پر ہے اور دشمنانِ پاکستان و اسلام اس ذریعہ ابلاغ کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ یہ عدالت سمجھتی ہے کہ ذرائع ابلاغ کی بنیادی ذمہ داری قوم کے اخلاق و کردار کی اصلاح ہے، ملک کے تعمیر و ترقی اور دستور پاکستان میں متعین کی گئی منزل کی طرف پیش قدمی اس کا اہم فریضہ ہے۔ ملک کے ذرائع ابلاغ دستور پاکستان میں دی گئی عوامی خواہشات اور امنگوں کے نہ صرف ترجمان ہونے چاہیئں بلکہ اس مملکت کے نظریہ اور مقصد کے تابع ہونے چاہیئں۔ ذرائع ابلاغ ملک و قوم کے لئے ایک امین کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور امانت کی ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھنا ذرائع ابلاغ کا اہم قومی و دستوری فریضہ ہے۔ دستور پاکستان کے مطابق پاکستانی معاشرے میں فرد، ریاست اور اداروں کا سرچشمہ ہدایت قرآن و سنت ہیں اور وہی ان کے حقوق و فرائض، مقاصد و نصب العین اور لائحہ عمل کا تعین کرتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کا کردار ان رہنماء اخلاق اقدار اور اصولوں کا پابند ہونا چاہیے جو فرد، ریاست اور ہر دوسرے ادارے پر عائد کی گئی ہیں جس طرح ایک فرد قومی سلامتی کی حفاظت کا ذمہ دار ہے بالکل اسی طرح ذرائع ابلاغ بھی قومی سلامتی کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ جس طرح فحاشی کو فروغ دینا ایک فرد کے لئے ممنوع ہے اسی طرح ذرائع ابلاغ کے لئے بھی ممنوع ہے۔ جس طرح مقدس ہستیوں کے ناموس کی حفاظت ہر شہری کا فرض ہے اسی طرح ذرائع

TRUE COPY
16.9.17
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court

ابلاغ اور ان کے ذمہ داران بھی ان مقدس ہستیوں کی ناموس کی حفاظت کے پابند ہیں۔ اور اگر ریاست کا کوئی ذمہ دار فرد یا کوئی ادارہ ایسے کسی غیر قانونی فعل کے ارتکاب یا اس کے فروغ پر چشم پوشی کے جرم کا مرتکب ہو گا تو یقیناً قانون اور پاکستان کے عوام کے سامنے جوابدہ ہو گا۔ دستور پاکستان نے تحفظ جان، مال، آبرو، نجی اور شخصی آزادی کے تحفظ اور اسی نوعیت کے دوسرے امور میں جو حقوق فرائض کا دائرہ متعین کر دیا ہے اس کا احترام فرد، ریاست اور ذرائع ابلاغ پر لازم ہے۔ اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اظہار رائے کی آزادی کا محتاط اور ذمہ دارانہ استعمال دستور کا لازمی تقاضا ہے۔ اور اس ضمن میں ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری ہے کہ بلا تحقیق و آگاہی خبر کی نشر و اشاعت سے اجتناب کریں، درست اور صحیح معلومات کا ابلاغ کریں۔ معلومات میں اگر صداقت اور ثقاہت کے عناصر موجود نہیں ہیں تو وہ فریب کاری ہے۔ احترام انسانیت و تکریم آدمیت کا مکمل پاس اور لحاظ رکھا جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آج ملک سے منافرت، انتہا پسندی، بدامنی اور لاقانونیت کے خاتمے کے لئے ذرائع ابلاغ اپنا ذمہ دارانہ کردار ادا کریں اور پیغام امن اور احترام انسانیت کے تصورات کو عام کریں۔ ذرائع ابلاغ کو اجازت نہیں دی جاسکتی ہے کہ وہ انسانوں کی آزادئ ضمیر اور عزت نفس کو مجروح کرنے کا انتظام کریں۔ معاشرے کے تمام افراد کی نجی زندگی کا تحفظ معاشرے اور ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ تفتیشی صحافت کے نام پر شہریوں کے معمولات کی جاسوسی یا بلیک میلنگ تحفظ زندگی کے دستوری تقاضے کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ابلاغ کے لئے حکمت و دانش، سلیقہ مند و مہذب اور باوقار اسلوب اختیار کیا جائے جس میں اظہار خیال میں شائستگی اور اخلاقی اقدار کے تحفظ کی جھلک نظر آئے۔ آئین کی دفعہ 19 میں شہریوں کا تقریر اور اظہار رائے کا حق تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پریس آزاد ہو گا۔ لیکن اس بنیادی حق کو اسلام کی عظمت (Glory of Islam) کی خاطر عائد کردہ معقول قانونی بندشوں کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے۔ سپریم اپیلیٹ کورٹ (گلگت بلتستان) کے فل بنچ فیصلہ بابت سوموٹو کیس نمبری 5/2010 میں فاضل چیف جسٹس جناب محمد نواز عباسی نے آزادی اظہار کی حدود کی وضاحت کرتے ہوئے یہ قرار دیا ہے کہ:

ترجمہ: "لیکن خلاف اسلام افکار کا اس نکتہ نظر سے پراپیگنڈا کے اس کے ذریعے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچے یا نبی کریم ﷺ کے بارے میں توہین آمیز تحریری یا زبانی گفتگو یا توہین کے حق میں بیان بازی یا نبی کریم ﷺ کے تقدس کی حفاظت کی غرض سے بنائے گئے قانون توہین رسالت کے بارے میں نازیبا گفتگو قانونی طور پر ممنوع ہے اور اخلاقی تعلیمات کے منافی بھی ہے لہذا ان معاملات پر

TRUE COPY 16.8.17 Examiner Copying Section Islamabad High Court Islamabad

قابل اعتراض مواد کی اشاعت یقینی طور پر آزادی اظہار کے حق میں ہر گز شامل نہیں ہے اور ایسے مواد کی اشاعت میں بالواسطہ یا بلاواسطہ ملوث شخص یا کسی بھی طور پر اس کی مدد کرنے والا توہین رسالت کے جرم کا مرتکب ٹھہر سکتا ہے۔ اور ایسا شخص ہتک عزت کی کارروائی کے ساتھ توہین رسالت کے جرم میں سزاوار ہو گا۔

۳۸۔ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور دستور پاکستان کی رو سے اسلام کی تعلیمات کے خلاف کوئی قانون سازی نہ ہو سکتی ہے لہٰذا توہین رسالت کے قانون پر انگشت نمائی سختی سے قابل مذمت ہے۔"

"…….but propaganda of anti Islamic thoughts with a view to cause injury to the feelings of a Muslim sect or any slander made in writing of in spoken words insultive to the Holy Prophets or to be critical with use of derogatory language in respect of the religious thoughts or to speak in favor of blasphemy or against the law of blasphemy in insultive manner to the honour of last Holy Prophet Muhammad (PBUH) is prohibited by law and also by code of moral conduct. Therefore, publication of objectionable material on the above matters is certainly beyond the right of free expressin and the person responsible for such publication directly or indirectly and also a person who in any manner acts in aid of such activity may be guilty of offence of Blasphemy and is equally liable for prosecution under the law of Blasphemy in addition to the prosecution for libel and defamation.

38. Pakistan is a Muslim State and under the Constitution of Pakistan no law against the spirit of injunction of Islam can be made therefore and action criticizing Blasphemy law is rigidly condemnable.

TRUE COPY

پریس کی آزادی کو اسلام کی خاطر معقول قانونی پابندیوں کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے۔ انسانی حقوق کا عالمی منشور جسے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ کو منظور کیا، میں بھی آزادیوں اور حقوق کے ضمن میں ایسی حدود کا تعین کیا گیا ہے جو دوسروں کی آزادی

اور حقوق کو تسلیم کرنے، ان کے احترام کرنے یا جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح وبہبود کے مناسب لوازمات سے مقید ہے۔انسانی حقوق کے عالمی منشور کی منظوری کے تاریخی کارنامے کے بعد جنرل اسمبلی نے تمام ممبر ممالک پر یہ زور دیا کہ وہ بھی اپنے اپنے ہاں اس کا اعلان عام کریں، اشاعت کریں، نمایاں مقامات پر آویزاں کریں، اور سکولوں و تعلیمی اداروں میں اس منشور کو پڑھائیں اور سمجھائیں۔اس منشور کی دفعات ۲۹ و ۳۰ انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔

دفعہ ۲۹: (۱) ہر شخص پر معاشرے کے حقوق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر ہی اسکی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشوونما ممکن ہے۔

(۲) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے یا جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح وبہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لئے قانون کی طرف سے عائد کئے گئے ہیں۔

(۳) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصول کے خلاف عمل میں نہیں لائی جاسکتیں۔

دفعہ ۳۰: اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جاسکتی جس سے ملک، گروہ، یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی تخریب ہو، جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

اسی طرح اقوام متحدہ کے "بین الاقوامی معاہدہ برائے شہری وسیاسی حقوق" (International Covenant for Civil and Political Rights) کی دفعات ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ میں سوچ و فکر کی آزادی، اظہار رائے وبیان کی آزادی، مذہب وعقیدے کی آزادی کے بیان میں مستقل دفعات کے ذریعے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ یہ تمام آزادیاں اور حقوق قانون میں عائد پابندیوں، امن عامہ، صحت، اخلاقیات اور دوسروں کے بنیادی حقوق اور آزادیوں کے احترام کے لحاظ سے مشروط ہیں۔دفعات درج ذیل ہیں:

دفعہ ۱۸:

TRUE COPY
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court

۱۔ ہر شخص کو فکر، اخلاقی شعور اور مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہو گا۔ اس حق میں اپنی پسند کے کسی مذہب یا عقیدے کو رکھنے یا اختیار کرنے کی آزادی بھی شامل ہو گی۔ اور یہ آزادی بھی کہ وہ انفرادی یا اجتماعی طور پر عوامی یا نجی سطح پر اپنے مذہب یا عقیدے کا اظہار عبادت، بندگی، عمل اور تعلیم کے ذریعے کر سکے۔

۲۔ کسی شخص پر ایسا جبر نہیں کیا جاسکے گا جس کے تحت اُس کی مرضی و منشاء کے مذہب و عقیدے کو رکھنے یا اختیار کرنے کی آزادی کو مجروح کیا جاسکے۔

۳۔ کسی کو اپنے مذہب یا عقیدے کے اظہار کی آزادی پر صرف وہی قیود عائد کی جاسکتی ہیں۔ جو کہ قانون میں عائد کی ہوں اور تحفظ عامہ کی حفاظت، نظم، صحت یا اخلاقیات یا بنیادی حقوق یا دوسروں کی آزادیوں سے متعلق ہوں۔

۴۔ معاہدہ ہذا میں شامل ریاستیں یہ ضمانت دیتی ہیں کہ والدین کی آزادی کا احترام کیا جائے گا اور جہاں لاگو ہو، قانونی ولی کی، کہ وہ اپنے بچوں کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم اپنے رجحانات کے مطابق کر سکیں۔

Article 18

1. Everyone shall have the right to freedom of thought, conscience and religion. This right shall include freedom to have or to adopt a religion or belief of his choice, and freedom, either individually or in community with others and in public or private, to manifest his religion or belief in worship, observance, practice and teaching.

2. No one shall be subject to coercion which would impair his freedom to have or to adopt a religion or belief of his choice.

3. Freedom to manifest one's religion or beliefs may be subject only to such limitations as are prescribed by law and are necessary to protect public safety, order, health, or morals or the fundamental rights and freedoms of others.

4. The States Parties to the present Covenant undertake to have respect for the liberty of parents and, when applicable, legal guardians to ensure the religious and moral education of their

TRUE COPY
16-8-'21
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court

children in conformity with their own convictions.

دفعہ ۱۹:

۱۔ ہر کسی کو رائے رکھنے کی بلا مداخلت آزادی حاصل ہوگی۔

۲۔ ہر کسی کو اظہار کی آزادی حاصل ہوگی اور اظہار کی آزادی میں معلومات اور ہر قسم کے خیالات کی تلاش، حصول اور فراہمی کی آزادی، جغرافیائی حدود سے ماورا، زبانی یا تحریری یا مطبوعہ آرٹ کی صورت میں یا کسی دیگر ذریعہ سے جو کہ اُس کی پسند ہو، شامل ہے۔

۳۔ فقرہ نمبر ۲ مذکورہ بالا میں واضح کردہ حقوق کے استعمال کے ساتھ خاص ذمہ داریاں اور فرائض منسلک ہیں، یہ حقوق مخصوص قدغن کے ساتھ مشروط ہو سکتے ہیں لیکن قدغن وہی ہوگی جو قانون میں واضح کی گئی ہو اور ضروری ہو، جو کہ

(الف) دوسروں کے حقوق کے احترام اور اُن کی معاشرتی ساکھ سے متعلق ہوں۔

(ب) قومی سلامتی کے تحفظ یا امن عامہ یا صحت عامہ یا اخلاقیات سے متعلق ہوں۔

Article 19

1. Everyone shall have the right to hold opinions without interference.

2. Everyone shall have the right to freedom of expression; this right shall include freedom to seek, receive and impart information and ideas of all kinds, regardless of frontiers, either orally, in writing or in print, in the form of art, or through any other media of his choice.

3. The exercise of the rights provided for in paragraph 2 of this article carries with it special duties and responsibilities. It may therefore be subject to certain restrictions, but these shall only be such as are provided by law and are necessary:

(a) For respect of the rights or reputations of others;

(b) For the protection of national security or of public order (ordre public), or of public health or morals.

TRUE COPY
16.8.17
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

دفعہ ۲۰:

ا۔ جنگ کے لیے پروپیگنڈہ پر قانونی پابندی عائد کی جائے گی۔

۲۔ قومی، نسلی یا مذہبی نفرت کی حمایت، جو کہ امتیاز، دشمنی اور تشدد کی جانب ابھارے، پر قانونی پابندی عائد کی جائے۔

Article 20

1. Any propaganda for war shall be prohibited by law.

2. Any advocacy of national, racial or religious hatred that constitutes incitement to discrimination, hostility or violence shall be prohibited by law.

یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ آزادی اظہار اور تقریر پر مناسب اور جائز قدغن صرف پاکستان کے دستور کا خاصہ نہیں بلکہ دنیا کے سیکولر ممالک میں بھی آزادی اظہار و تقریر کو مناسب قانونی حدود و قیود کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ یورپ کے اکثر ممالک میں حق اظہار و تقریر کو متعدد پابندیوں کے ساتھ قبول کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ "یورپی کنونشن برائے تحفظ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیاں" جو کہ تقریباً پورے یورپ پر نافذ ہے، کی دفعہ ۱۰ میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ:

دفعہ ۱۰

ا۔ ہر کسی کو آزادی اظہار کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں رائے کی آزادی کا حق اور معلومات اور خیالات کی بلا روک ٹوک حصول اور فراہمی قطعِ نظر جغرافیائی حدود شامل ہو گی۔ یہ دفعہ ریاستوں پر یہ قدغن عائد نہیں کرتی کہ وہ براڈکاسٹنگ، ٹی وی یا سینما جیسے تجارتی اداروں سے لائسنس کے حصول کی شرائط عائد کریں۔

۲۔ اِن آزادیوں کا استعمال چونکہ فرائض اور ذمہ داریوں سے منسلک ہے۔ لہٰذا اِن آزادیوں کے استعمال پر قانون کے مطابق ایسی شرائط، ضوابط، قدغن یا سزائیں عائد کی جاسکتی ہیں جو جمہوری معاشرے، قومی سلامتی کے مفاد، یکجہتی اور حفاظت عوام کی ضرورت ہوں تاکہ نقص امن، جرم کی روک تھام، صحت کی حفاظت، اخلاق کی حفاظت، دوسروں کی شہرت کی حفاظت اور دوسروں کے حقوق کی حفاظت اور خفیہ معلومات اور عدلیہ کے قانونی اختیار کے قیام اور غیر جانبداری سے متعلقہ ہوں۔

TRUE COPY
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

ARTICLE 10

Freedom of expression:

1. Everyone has the right to freedom of expression. This right shall include freedom to hold opinions and to receive and impart information and ideas without interference by public authority and regardless of frontiers. This Article shall not prevent States from requiring the licensing of broadcasting, television or cinema enterprises.

2. The exercise of these freedoms, since it carries with it duties and responsibilities, may be subject to such formalities, conditions, restrictions or penalties as are prescribed by law and are necessary in a democratic society, in the interests of national security, territorial integrity or public safety, for the prevention of disorder or crime, for the protection of health or morals, for the protection of the reputation or rights of others, for preventing the disclosure of information received in confidence, or for maintaining the authority and impartiality of the judiciary.

ڈنمارک جہاں سے حالیہ عرصہ میں گستاخانہ خاکوں کا آغاز ہوا، بھی اس کنونشن کا حصہ ہے، ڈنمارک نے ۱۹۵۳ میں اس کنونشن کی تصدیق کی اور اب وہ ڈنمارک کے دستور و قانون کا لازمی جزو ہے۔ ڈنمارک کے کریمنل کوڈ کی دفعہ ۱۴۰ میں دوسروں کے مذہبی جذبات کی توہین و تضحیک کو جرم تصور کرتے ہوئے یہ قرار دیا گیا ہے کہ:

"Those who publicly mock or insult the doctrines of worship of any religious community that is legal in this county, will be punished by a fine or incarceration for upto four months"

اسی طرح کریمنل کوڈ کے آرٹیکل ۲۶۶ بی میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ:

"Any person who publicly or with intention of dissemination to wide circle of people makes a statement or imparts other information threatening, insulting or degrading a group of persons on account of their race, colour, national

TRUE COPY
16.8.17
Copy Supply Section
Islamabad High Court

or ethnic origin, belief or sexual orientation, shall be liable to a fine, simple detention or imprisonment for a term not exceeding two years."

فرانسیسی انقلاب کا مشہور زمانہ "حقوق کا اعلامیہ" جو کہ بعد ازاں بہت سے ممالک کے دساتیر کے لئے رہنمائی کا ذریعہ بنا، میں بھی یہ واضح طور پر قرار دیا گیا ہے:

"The free communication of ideas and opinion is one of the most precious of the rights of man. Every citizen may, accordingly, speak, write, and print with freedom, but **shall be responsible for such abuses of this freedom as shall be defined by law.**"

ناروے کے دستور کی دفعہ ۱۰۰ میں یہ واضح طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ:

"There shall be liberty of the Press. No person may be punished for any writing, whatever its contents, which he has caused to be printed or published, unless he will fully and manifestly has either himself shown or incited others to disobedience to the laws, contempt of religion, morality or the constitutional powers or resistance to their orders of has made false and defamatory accusations against anyone."

اس حوالے سے جرمنی کا قانون بھی بہت واضح ہے، ضابطہ تعزیرات جرمنی کے گیارویں باب بعنوان "جرائم جو مذہب اور فلسفہ زندگی سے متعلق ہیں" کی فعہ ۱۶۶ میں یہ جرم قرار دیا گیا ہے کہ:

"(1) Whoever publicly or through dissemination of writings (Section 11 sub-section (3) insults the content of others, religious faith or faith related to a philosophy of life in a manner that is capable of disturbing the public peace, shall be punished with imprisonment for not more than three years or fine.

(2) Whoever publicly or through dissemination of writings (Section 11 subsection (3) insults a church, other religious

TRUE COPY
16.8.17
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

society, or organization dedicated to a philosophy of life located in Germany, or their institutions or customs in a manner that is capable of disturbing the public peace, shall be similarly punished."

اسی طرح اسی قانون کی دفعہ ۱۶۷ جو کہ مذہب کے عمل میں مداخلت کے عنوان سے ہے، یہ قرار دیتی ہے کہ:

"(I) Whoever:

1.

Intentionally and in a gross manner disturbs a religious service or an act of a religious service of a church or other religious society located in Germany: or

2. Commits insulting mischief at a place dedicated to the religious service or such a religious society, shall be punished with imprisonment for not more than three years or a fine.

(II) Corresponding celebrations of an organization dedicated to a philosophy of life located in Germany shall be the equivalent of religious services."

فن لینڈ کے قانون بعنوان مذہب کے تقدس کی خلاف ورزی کی دفعہ ۱۱۰ اس ضمن میں توہین مذہب کی تعریف کرتے ہوئے یہ قرار دیتی ہے کہ:

"A person who (I) publicly blasphemes against God or, for the purpose of offending, publicly defames or desecrates what is otherwise held to be sacred by a church or religious community, as referred to in the Act on the Freedom of Religion (267/1998) "

اسی طرح آسٹریا کے ضابطہ تعزیرات فوجداری کی دفعہ ۱۸۸ میں مذہبی جذبات کو مجروح کرنا جرم قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح نیدرلینڈ کے تعزیرات فوجداری کی دفعہ ۱۴۷ میں بھی بلاسفیمی کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر شیریں مزاری نے اپنے ایک مضمون بعنوان "Multiculturalism

TRUE COPY
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

"and Islam in Europe" میں نیدر لینڈ کے ضابطہ فوجداری کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"**The Netherlands:** Blasphemy is a criminal offence under the Penal Code Article 147 (introduction and subsection I Wetboek van Strefrecht), though this provision only covers expressions concerning God, and not saints and other revered religious figures ("godalaatering"). Further, the criminal offence of blasphemy has been interpreted to require that the person who makes the expression must have had the intention to be "scornful" ("Smalend")."

اسی طرح اسپین کے قانون بابت توہین کے ضمن میں لکھتی ہیں کہ:

"**Spain:** The crime of blasphemy was abolished in 1988. The Constitutional Court has ruled that the right to freedom of expression, broadly protected by Article 20 of the Constitution, can be subject to restrictions aimed both at the protection of the rights of others or at the protection of other constitutionally protected interests."

آئرلینڈ کے دستور کی دفعہ ۴۰ میں بھی اظہار رائے کی آزادی کی حدود و قیود درج ذیل طور پر متعین کی گئی ہیں:

"6.1: The State guarantees liberty for the exercise of the following rights, subject to public order and morality:

(1) The right of the citizens to express freely their convictions and opinions. The education of public opinion being, however, a matter of such grave import to the common good, the State shall endeavour to ensure that organs of public opinion, such as the radio, the press, the cinema, while preserving their rightful liberty of expression, including criticism of Government

TRUE COPY
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

policy, shall not be used to undermine public order or morality or the authority of the State."

18۔ بین الاقوامی انجمنوں واداروں، بین الاقوامی معاہدات، بین الاقوامی اعلامیے اور یورپ کے مختلف ممالک کے قانون سے یہ واضح ہے کہ توہین مذہب، توہین مقدس شخصیات اور افراد واجتماع کے مذہبی جذبات واحساسات کا لحاظ اور اس ضمن میں اظہار رائے وتقریر وبیان پر مناسب قانونی قدغن دنیا کے تمام مہذب ممالک کا خاصہ ہے۔اس کے علاوہ بین الاقوامی عدالتوں کے فیصلہ جات بھی اس ضمن میں اہمیت کے حامل ہیں۔اقوام متحدہ کی ہیومن رائٹس کمیٹی (HRC) جسے بین الاقوامی معاہدہ برائے شہری وسیاسی حقوق کے تحت قائم کیا گیا ہے، نے اپنے فیصلہ نمبری ۵۵۰/1993 مورخہ ۸ نومبر ۱۹۹۶ میں "رابرٹ فوریسن بنام فرانس" میں دفعہ (۳)۱۹ کی تشریح کرتے ہوئے یہ قرار دیا کہ فرانس کی جانب سے ہولوکاسٹ پر اظہار خیال سے یہودیوں کے مذہبی جذبات اور حقوق کی پامالی ہوئی ہے۔

ترجمہ: چونکہ مصنف کی طرف سے بیان اس نوعیت کا ہے جس سے یہودیوں کے خلاف جذبات بڑھتے یا مضبوط ہوتے لہٰذا قانونی قدغن یہودیوں کے خوف سے آزاد فضاء میں زندگی گزارنے کے لیے عائد کی گئی ہے۔ان وجوہات کی بنا پر کمیٹی اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ مصنف کے آزادی اظہار پر عائد کردہ قیود معاہدہ کی دفعہ (۳)۱۹ کے فقرہ نمبر ۳(الف) کی رو سے بالکل درست ہیں۔

"Since the statements made by the author.... Were of a nature as to raise or strengthen anti-Semitic feelings, the restriction served the respect of the Jewish community to live free from fear of an atmosphere of anti-Semitism. The Committee therefore concludes that the restriction of the author's freedom of expression was permissible under article 19, paragraph 3 (a), of the Covenant."

TRUE COPY
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

یورپی عدالت برائے انسانی حقوق (ECHR) نے ایک مقدمہ میں جس میں سکول کے بچوں کے لئے ایک کتاب "The little Red Schoolbook" کی اشاعت، جس میں فحش اور گھٹیا جنسی مواد کی تفصیلات دی گئی تھیں کے پبلشر پر برطانوی حکومت کی جانب سے

Obscene Publication Act, 1964 کے تحت مقدمہ کے حوالے سے مشہور ہینڈی سائیڈ کیس میں حق اظہار رائے کی وضاحت کرتے ہوئے قرار دیا کہ:

ترجمہ: اس عدالت کا نگرانی کا منصب اس بات کا متقاضی ہے کہ یہ عدالت اُن اصولوں کی جانب بھرپور توجہ دے جو جمہوری معاشرے کی تشکیل کرتے ہیں۔ آزادیٔ اظہار ایسے معاشرے کے قیام کے لیے ایک اساس ہے، ایک ایسی بنیادی شرط جو معاشرے اور ہر فرد کی ترقی و تعمیر کے لیے ناگزیر ہے۔ دفعہ ۱۰ کے پیراگراف ۲ کے تحت، یہ آزادی نہ صرف معلومات یا خیالات جو کہ مثبت طور پر حاصل ہوتے ہیں یا جو غیر مجرمانہ تصور ہوتے ہیں تک ہی محدود نہ ہے بلکہ ہر اُس عمل پر محیط ہے جو ریاست یا ریاست کے کسی گروہ کو متاثر، پریشان یا خوفزدہ کرتا ہے۔ تکثیریت، برداشت اور کشادہ ذہنی کی یہ بنیادی ضروریات ہیں۔ جن کے بغیر کسی جمہوری معاشرہ کا تصور نہ ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ بشمول دیگرے ہر قانونی ضابطہ، شرط، پابندی اور سزا جو اِس باب میں تجویز کی جائے وہ اُن قانونی مقاصد سے ہم آہنگ ہونی چاہیے۔

ایک اور زاویۂ نظر سے دیکھا جائے تو یہ عیاں ہوتا ہے کہ جو کوئی بھی آزادیٔ اظہار کا حق استعمال کرتا ہے وہ اپنے اوپر چند فرائض اور ذمہ داریاں بھی قبول کرتا ہے۔ جس کا دائرہ کار اُن حالات اور ذرائع جن کو وہ اختیار کرتا ہے پر موقوف ہے۔ عدالت اُن ذمہ داریوں اور فرائض سے صرفِ نظر نہیں کر سکتی جو اُس شخص پر عائد ہوتی ہیں جیسا کہ اس کیس میں ہے کہ آیا قانونی پابندیاں اور سزائیں معاشرتی اخلاقیات کی حفاظت جو کہ جمہوری معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہیں کا مناسب اطلاق کیا گیا۔

"The Court's supervisory functions oblige it to pay the utmost attention to the principles characterizing a "democratic society". Freedom of expression constitutes one of the essential foundations of such a society, one of the basic conditions for its progress and for the development of every man. Subject to paragraph 2 of Article 10 (art. 10-2), it is applicable not only to "information" or "ideas" that are favourably received or regarded as inoffensive or as a matter of indifference, but also to those that offend, shock or disturb the State or any sector of the population. Such are the demands of that pluralism, tolerance and broadmindedness without which there is no "democratic society". This means, amongst other things, that every "formality", "condition", "restriction" or "penalty" imposed in this sphere

must be proportionate to the legitimate aim pursued.
From another standpoint, whoever exercises his freedom of expression undertakes "duties and responsibilities" the scope of which depends on his situation and the technical means he uses. The Court cannot overlook such a person's "duties" and "responsibilities" when it enquires, as in this case, whether "restrictions" or "penalties" were conducive to the "protection of morals" which made them "necessary" in a "democratic society". " (HANDYSIDE v. THE UNITED KINGDOM)

اسی طرح اوٹو مری سنگر انسٹی ٹیوٹ ،ایک وڈیو ساز ادارہ، نے عیسائیت کے خلاف ایک متنازعہ فلم بنائی تورومن کتھیولک چرچ نے اس کے خلاف فوجداری کارروائی کاآغاز کر دیا۔ فلم کو قبضہ میں لے لیاگیا اور بعدازاں عدالتی حکم کے تحت فلم کو ضبط (Forfeit) کر دیا گیا۔ مقدمہ جب یورپی عدالت برائے انسانی حقوق میں پہنچا تو عدالت نے یہ قرار دیا کہ :

ترجمہ: کوکی ناکی کے فیصلے میں عدالت نے قرار دیا کہ آرٹیکل ۹ کے تناظر میں ریاست ایسے رویوں بشمول ایسی معلومات اور خیالات کی ترویج جو آزادی خیال، شعور اور کسی مذہبی آزادی سے متصادم ہوں، کی روک تھام کے لیے قانونی طور پر اقدامات کرے۔
قانونی طور پر ایسا سمجھا جاسکتا ہے کہ مقدس مذہبی شخصیات کی اشتعال انگیز تصاویر سے، مذہبی احساسات کا احترام، جس کی ضمانت آرٹیکل ۹ میں دی گئی ہے، بری طرح مجروح ہوا ہے اور ایسی تصاویر سے جذبۂ برداشت کی روح کی خلاف ورزی / بے حرمتی ہوئی ہے، جو کہ ایک جمہوری معاشرے کا خاصہ ہونی چاہیے۔ اس کنونشن کو بحیثیت مجموعی پڑھا جانا چاہیے اور اسی لیے آرٹیکل ۱۰ کی تشریح اور اس کیس پر اس کا اطلاق، اس کنونشن کی منطق کے موافق ہونا چاہیے۔ (دیکھیں میو ٹیٹس میوٹینڈس، کلاس و دیگر بنام جرمنی، فیصلہ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۷۸ء سیریز اے نمبر ۸۲، پیرا۶۸)
جن اقدامات کی شکایت کی گئی وہ آسٹریا کے مجموعہ تعزیرات کی دفعہ ۱۸۸ کی بنیاد پر جس میں ایسے رویوں کی روک تھام کی گئی ہے جو مذہبی تقدس کے خلاف اور جن سے اشتعال انگیزی پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ اس کا مقصد شہریوں کے حقوق کا تحفظ تھا کہ دوسرے لوگوں کے عوامی سطح پر اظہارِ رائے سے کسی بھی شخص کے مذہبی احساسات و جذبات مجروح نہ ہوں۔ آسٹریائی عدالتوں کے فیصلے جن دلائل کے تحت کیے گئے اِن کی روشنی میں یہ عدالت تسلیم کرتی ہے کہ ایسے اقدامات کا مقصد قانونی طور پر دفعہ ۱۰ پیرا ۲ پر عمل درآمد ہے۔ جس کا عنوان ہے "دوسروں کے حقوق کی حفاظت"۔

TRUE COPY
16-4-17
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

"In the Kokkinakis judgment the Court held, in the context of Article 9 (art. 9), that a State may legitimately consider it necessary to take measures aimed at repressing certain forms of conduct, including the imparting of information and ideas, judged incompatible with the respect for the freedom of thought, conscience and religion of others (ibid., p. 21, para. 48).The respect for the religious feelings of believers as guaranteed in Article 9 (art. 9) can legitimately be thought to have been violated by provocative portrayals of objects of religious veneration; and such portrayals can be regarded as malicious violation of the spirit of tolerance, which must also be a feature of democratic society. The Convention is to be read as a whole and therefore the interpretation and application of Article 10 (art. 10) in the present case must be in harmony with the logic of the Convention (see, mutatis mutandis, the Klass and Others v. Germany judgment of 6 September 1978, Series A no. 28, p. 31, para. 68).

48. The measures complained of were based on section 188 of the Austrian Penal Code, which is intended to suppress behaviour directed against objects of religious veneration that is likely to cause "justified indignation". It follows that their purpose was to protect the right of citizens not to be insulted in their religious feelings by the public expression of views of other persons. Considering also the terms in which the decisions of the Austrian courts were phrased, the Court accepts that the impugned measures pursued a legitimate aim under Article 10 para. 2 (art. 10-2), namely "the protection of the rights of others"."

اسی طرح یورپی عدالت نے ایک دیگر مقدمہ (Dubowska and Skup Vs. Poland میں اسی اصول کو مزید واضح کرتے ہوئے لکھا:

TRUE COPY
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

ترجمہ: البتہ جس طریقہ سے مذہبی عقائد یا تعلیمات کی مخالفت یا نفی کی جاتی ہے ایک توجہ طلب امر ہے جو کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان عقائد و تعلیمات کے حامل

افراد کے پر امن طور دفعہ ۹ میں دیئے گئے حق کے استعمال کو یقینی بنائے۔ للہذا مذہبی پیروکاروں کے جذبات کا احترام جو کہ دفعہ ۹ میں وضع کیا گیا ہے کی بعض صورتوں میں اشتعال انگیز اقدامات کے ذریعے مذہبی طور پر مقدس چیزوں کی خلاف ورزی بھی ہو سکتی ہے۔ نتیجتاً، دفعہ ۹ میں دیئے گئے حقوق کی حفاظت کی غرض سے ریاستوں پر یہ بدیہی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ایسے اقدامات کریں کہ جن کے ذریعے مذہبی آزادی کے حق کو افراد کے مابین تعلقات کے ضمن میں بھی موثر انداز میں محفوظ کیا جا سکے۔ ایسے اقدامات، بعض حالات میں، ایک قانونی راستہ وضع کرتے ہیں کہ فرد اپنی عبادت کے معاملات میں کسی دوسرے کی وجہ سے تنگ نہ ہو۔

"However, the manner in which religious beliefs and doctrines are opposed or denied is a matter which may engage the responsibility of the State to ensure the peaceful enjoyment of the right guaranteed
under Article 9 (Art. 9) of the Convention to the holders of those beliefs and doctrines. Thus, the respect for the religious feelings of believers as guaranteed in Article 9 (Art. 9) may in some cases be violated by provocative portrayals of objects of religious veneration
(see Eur. Court HR, Otto-Preminger-Institut v. Austria judgment of 20 September 1994, Series A no. 295-A, p. 18, para. 47).

As a consequence, there may be certain positive obligations on
the part of a State inherent in an effective respect for rights guaranteed under Article 9 (Art. 9) of the Convention, which may involve the adoption of measures designed to secure respect for freedom of religion even in the sphere of the relations of individuals between themselves (see, mutatis mutandis, Eur. Court HR, X and Y v. the Netherlands judgment of 26 March 1985, Series A no. 91, p. 11, para. 23). Such measures may, in certain circumstances, constitute a legal means of ensuring that an individual will not be disturbed in his worship by the activities of others."
(Dubowska and Skup Vs Poland: (Appl. Nos 33490/96 and 34055/96.)

TRUE COPY
16.8.17
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

19۔ مغرب میں پائے جانے والے توہین رسالت کا تصور اسلام کے قانون توہین رسالت سے یکسر مختلف ہے۔ مغرب کی اپنی ایک تاریخ ہے جس میں خدا یا مقدس ہستیوں کی تضحیک و توہین

(Blasphemy) کے قانون کا کلیسا نے اپنے مقاصد کے تحت استعمال کیا اور حتیٰ کہ اہل کلیسا کی رائے کی مخالفت کو بھی توہین کے ہم پلہ (Blasphemy) شمار کرتے ہوئے معصوم لوگوں کو سخت سے سخت سزائیں دی گئیں۔ اس موضوع پر مغرب میں متعدد کتب تصنیف کی گئیں۔ مغرب اور کلیسا کی اس حوالے سے ظلم بھری تاریخ کے لئے ڈیوڈ ناش کی کتاب Blasphemy in the Christian World (A History) اور لیونارڈ لیوی کی کتاب Blasphemy چشم کشائی کے لئے کافی ہیں۔ اس موضوع پر ڈاکٹر محمود احمد غازی کی کتاب "قانون توہین رسالت" کا ایک اہم اقتباس نقل کرنا ضروری ہے جس میں وہ لکھتے ہیں:

"توہین رسالت کی تاریخ کو ذہن نشین رکھنا ضروری ہے، خصوصاً اس وقت جب دفعہ 295 سی کے متعلق ذہنی تحفظات کا اظہار کیا جا رہا ہو۔ مسلمان جو مختلف سیاسی آرا، مذہبی تقسیم، جغرافیائی، علاقائی تفریق اور گروہی و نسلی پس منظر کے حامل ہوں۔ اس موضوع پر گہری جذباتیت رکھتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی شخصیت کی حرمت اور آپ کے مقدس مشن کی توقیر پر بھی مصالحت نہیں کرتے، حالانکہ توہین رسالت کے قانون کے اصول اور نظریات کی بنیاد مغربی ممالک میں توہین رسالت کے نظریہ کے تصور سے مختلف ہے اور اس لیے مختلف ادوار میں توانین توہین رسالت کی تاریخ کے ساتھ کسی طرح کا موازنہ کرنے کا جواز پیش نہیں کرتے۔

پھر بھی یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مغرب میں توہین رسالت کا تصور کی مختصر تاریخ کو تلاش کیا جائے۔ یہ تجزیہ ضروری ہے کیونکہ پاکستان میں اس قانون کے بہت سے نقاد اسے لوگوں کی اکثریت کے جذبات اور اُمنگوں کی روشنی میں سمجھنا چاہیے اور اسی حوالے سے اس کی تشریح بھی ہونی چاہیے۔

کچھ لوگ قانون توہین رسالت کے بارے میں بڑے عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں آئین کی رو سے جن انسانی حقوق کی ضمانت فراہم کی جاتی ہے یہ اس سے ہم آہنگ نہیں۔ اس بنیاد پر اس احساس کی بمشکل توثیق ہوتی ہے اس لیے کہ آئین نے خود کچھ حدود و قیود مقرر کر رکھی ہیں۔ سیاسی طور پر بھی پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کو ہم یہ مشورہ دیں گے کہ وہ اس قانون پر معترض نہ ہوں۔ وہ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں اور اگر نہ جانتے ہوں تو انہیں یہ جان لینا چاہیے کہ پاکستان کے مسلمان کسی کا بھی، جن میں اقلیتیں شامل ہیں، یہ حقوق نہیں تسلیم کرتے کہ وہ کسی بھی بنیاد پر یہ دعویٰ کریں کہ انہیں اپنے ہمسائے کے مذہب کی توہین کرنے یا آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کا کوئی حق حاصل ہے۔ پاکستانی مسلمان تو درحقیقت اس منطق کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کوئی پوری تاریخ بنی نوع انسان کی سب

TRUE COPY
16.8.17
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

سے زیادہ قابلِ احترام اور محبوب شخصیت کی توہین کرنے کی آزادی کا حق کس طرح مانگ رہا ہے۔"

اسے مغرب کی تاریخ توہین رسالت کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس قانون کا سہارا لے کر کلیسا اور ریاست نے بے اعتدالیاں کیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رفتہ رفتہ اس کے خلاف ردِ عمل بڑھتا گیا اور بالآخر کچھ ممالک میں اسے کالعدم کر دیا گیا اور کچھ ممالک میں اس کا وجود برائے نام رہ گیا تھا، کلیسا نے اپنے آپ کو نہ صرف یسوع مسیح کا جانشین ثابت کرنے کی کوشش کی بلکہ اس کا ترجمان بن کر خود خدا کی نمائندگی کی۔

کلیسا نے غور کیا کہ اس کے اپنے نظریات میں جو تضاد تھا وہ توہین رسالت کے مترادف تھا اور سخت سزا کا مستوجب تھا۔ ایک مشہور محاورہ ہے "جو میں چاہتا ہوں تم وہ مت کرو" اس سے معاملے میں کلیسا کے رویے کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس طرح کا رویہ آزاد علم اور بامعنی چھان بین یا تحقیق کے تمام دروازے بند کر دیتا ہے۔ پادریوں نے اپنے علم و فضل کی گرتی ہوئی سطح اور اپنی سیاسی طاقت کی بڑھتی ہوئی دھاک کی وجہ سے ہر اس رائے یا نقطہ نظر کو جو ان کی پالیسیوں اور دعوؤں سے ہم آہنگ نہیں تھے توہین رسالت اور کفر والحاد کہا۔ ریاست نے کلیسا کے اثر ورسوخ کو ترقی دینے اور یکجا کرنے کے لیے اپنی ہدایات کے نفاذ کے ذریعے معاونت کی۔

1553ء میں برطانیہ کی ملکہ الزبتھ نے کچھ لوگوں کو محض اس لیے زندہ جلا دیا کیونکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ یسوع مسیح خدا نہیں تھے اور یہ کہ معصوم بچوں کو بپتسمہ نہیں دینا چاہیے۔

20۔ عدالت عالیہ لاہور نے اپنے فیصلہ اسلامک لائرز موومنٹ بنام فیڈریشن آف پاکستان (۲۰۱۲ سی ایل سی صفحہ ۱۳۰۰) میں اسی نوعیت کے معاملہ میں درج ذیل ہدایات جاری کیں، لیکن بدقسمتی سے اِن پر عملدرآمد نہ ہوا۔ نتیجتاً پراگندہ سوچ کے حامل افراد کو مزید شہ ملی اور انھوں نے اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کی خاطر کائنات کی سب سے مقدس اور معتبر ہستی نبیٔ آخر الزمان ﷺ کی شان میں ناقابل تحریر و بیان گستاخی کے انداز اپنائے اور ایسا مواد پھیلایا جس کو دیکھنے کی کسی میں سکت ہے اور نہ سننے کا یارا۔ عدالت عالیہ لاہور نے مذکورہ بالا مقدمہ میں حکومت اور متعلقہ اداروں کو درج ذیل ہدایات جاری کیں:

(ترجمہ) گزشتہ فقرات میں کی گئی بحث سے اخذ کردہ نتائج کی رو سے درج ذیل ہدایات فوری اور سختی سے عملدرآمد کے لیے مسئول علیہ کو جاری کی جاتی ہیں:۔

ا۔ یہ کہ بین الوزارت کمیٹی جو کہ سال ۲۰۱۰ء میں اس وقت کے وزیراعظم نے تشکیل دی تھی، ویب سائٹس پر چوکس نظر رکھے گی اور کسی بھی گروہ کے مذہبی عقائد کے حوالے سے متنازعہ / قابل اعتراض مواد کے فتنہ شہود پر آنے کی صورت میں فوری ایکشن

TRUE COPY
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad
16.8.17

لے گی۔ قبل اس کے کہ ایسا مواد عامۃ الناس تک پہنچ سکے اور کسی کوتاہی کی صورت میں متعلقہ افراد/افسران کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی اور حکومت ایسی کمیٹی میں نجی طبقہ سے بھی افراد کو نمائندگی دے گی۔

۲۔ یہ کہ سروسز ڈویژن، اسلام آباد کے تحت کام کرنے والے کرائسز سیل کو ایسے میٹریل/مواد کے سوراغ اور متعلقہ ویب سائٹ/URL کی بلاتاخیر بندش کی جائے اور کسی کوتاہی کی صورت میں غفلت کے مرتکب افراد کے خلاف سخت قانونی اقدام کیا جائے۔

۳۔ حکومت اپنے مستقل مندوب کے توسط سے اس مسئلہ کو اقوام متحدہ میں اُجاگر کرے گی۔ تاکہ بین الاقوامی سطح پر ایسے افعال کے اداروں کے لیے قانون سازی ہو سکے اور عالمی برادری کو امت مسلمہ کے تحفظات سے بالعموم جبکہ پاکستان کے تحفظات سے بالخصوص آگاہ کریں جو کہ ایسے قابلِ اعتراض مواد کی اشاعت سے متعلق ہیں۔

۴۔ حکومت دیگر رکن ممالک سے مشاورت سے اس مسئلے کو اسلامی ممالک کی تنظیم او۔آئی۔سی میں اُجاگر کرے گی اور آئندہ ایسے اقدامات کے تدارک کے لیے واضح لائحہ عمل اختیار کرے گی۔

۵۔ حکومت ایسے اقدامات پر بھی غور کرے گی کہ جن کے ذریعے غیر اخلاقی اور غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ویب سائٹس کو مستقل طور پر بند کیا جاسکے۔

۶۔ حکومت اس مسئلے پر دیگر اسلامی ممالک اور چین کی طرز پر قانون سازی کے لیے تحرک کرے گی۔

۷۔ حکومت پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کے توسط سے ایسی ویب سائٹس کے استعمالات و مضمرات سے عوامی آگاہی کا انتظام کرے گی اور

۸۔ آئندہ ایسے جرائم کے اقدام کی صورت میں حکومت متعلقہ ذمہ دار محکموں کے خلاف متعلقہ فورمز پر قانونی کارروائی کرے گی۔

14. As a necessary corollary to the discussion in the foregoing paragraphs the following guidelines are formulated for immediate and strict action by the respondents:

(i) That Inter ministerial committee constituted by the then Prime Minister in the year; 2000 would keep a vigilant eye on the websites and in the eventuality of any objectionable material concerning the religious faith of any group would take prompt action before it reaches to the public-at-large and in

TRUE COPY
26.8.17
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

case of failure the concerned persons would be taken to task while initiating disciplinary action against them and the government would also include some members from amongst the private persons in the said committee;

(ii) That the Crisis Cell working in the Services Division ICT Directorate and Enforcement Division shall be used as a tool to unearth such material and to block the relevant website/URL forthwith and in case of failure stern action be taken against the delinquents;

(iii) That the government shall agitate the matter before the United Nations through its permanent delegate for legislation at international level against such acts and convey the reservations of the Muslims of the world in general and that of Pakistan in particular regarding the publication of such objectionable material;

(iv) That the government shall bring matter before the Organization of Islamic Countries (OIC) in consultation with the other member countries and would adopt a clear-cut via media to halt repetition of such incidents;

(v) That the government shall also see the viability of permanent blocking of the websites involved in unethical and illegal activities in the event that such material is again presented on internal;

(vi) That the government shall strive for legislation in this regard on the lines already adopted by other Islamic countries in additional to China;

(vii) That the government shall impart awareness amongst the public through different modes e.g. print and electronic media regarding use and misuse of such like websites; and

(viii) That in case of repetition the government shall sue concerned authorities before the appropriate forums.

TRUE COPY
16.8.17
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

21۔ یہاں اس امر کی وضاحت انتہائی ضروری ہے کہ یہ عدالت ممتاز قادری کیس، پی ایل ڈی ۲۰۱۵ اسلام آباد صفحہ ۸۵ میں یہ قرار دے چکی ہے کہ کسی بھی شخص کو توہین رسالت کے ملزم کے خلاف از خود کوئی کارروائی کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہ ہے۔ اور قانون کو ہاتھ میں لینے والا قرار واقعی سزا کا مستحق ہے۔ اس بابت تمام قانونی دلائل کی تفصیل مقدمہ متذکرہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ تاہم فیصلے کا فقرہ نمبر ۳۵ اہمیت کا حامل ہے۔ جو کہ درج ذیل ہے:

(ترجمہ) فرض کریں کہ مقتول نے واقعی جرم زیر دفعہ ۲۹۵ سی تعزیرات پاکستان کا ارتکاب کیا تھا۔ تو ایسی صورت میں اپیل کنندہ کے پاس مقتول کو منطقی انجام تک پہنچانے کا کیا راستہ تھا؟ کیا اُسے یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ جائے وقوعہ پر خود ہی عدالت لگائے، مقتول سے منسوب بیان کے متعلق استفسار کرے، محض ایک جملے میں بیان کردہ وضاحت کو جانچے، اور بغیر کسی فرد جرم عائد کیے، بغیر شہادت قلمبند کیے، اُسی موقع پر اپنے تیئں یہ فیصلہ بھی کرلے کہ مقتول واجب القتل ہے اور پھر اُسی لمحے اُسی مقام پر فی الواقعہ اپنے ہاتھوں سے سزا کا نفاذ بھی کر ڈالے؟ کوئی معقول انسان مجرم/سائل کے اِس اقدام کا دفاع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہم ایک ایسی ریاست کے باشندے ہیں جو کہ ایک دستور، ایک قانون، ایک ضابطہ اور ایک طریقہ کار کے ماتحت ہے اور ہر باشندہ اس امر کا پابند ہے کہ ریاست کی وضع کردہ حدود کے اندر رہے۔

یہ عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ اپنے دفاعی جواب کے ذریعے ملزم/سائل عدالت سے یہ فیصلہ حاصل کرنے کا خواہشمند ہے کہ عدالت اِسلامی قانون کے (سائل کے خود ساختہ) اصولوں کے تحت ملزم کے اقدام کو درست قرار دیتے ہوئے اُس کے حق میں فیصلہ صادر کرے لیکن تکرار کی زحمت کے ساتھ یہ دہرایا جاتا ہے کہ ہم پہلے یہ قرار دے چکے ہیں کہ سائل کا مجرمانہ اقدام توہینِ رسالت کے باب میں اسلامی قانون کے اصولوں کے تحت درست نہ ہے بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سائل خود بھی تذبذب کا شکار ہے کہ آیا اُس کو مقتول کو قتل کرنے کا فعل درست تھا یا نہیں۔

"35. Assuming that, deceased had actually committed the offence punishable under section 295-C PPC than what course was left for appellant to take the deceased to the task. Was he authorized to hold a court at the place of occurrence i.e. Kohsar Market, ask a question to seek explanation from the deceased about the remarks a question to seek explanation from the decased about the remarks allegedly attributed to him, hear the explanation of the deceased in a single sentence, without framing any charge or

TRUE COPY 16.8.11 Examiner Copy Supply Section Islamabad High Court Islamabad

recording any evidence then and there declar in his heart that deceased was liable to be murdered and to execute that sentence then and there. No body on earth would dare to execute that sentence then and there. No body on earth would dare to justify this conduct of the appellant as we are living in a State governed by the Constitution, law, rules and regulation and everyone is required to proceed within the limits prescribed by the State. It is observed that through his reply appellant has left it for the determination of the court to seek verdict in his favour that his act be justified under the principles of Islamic law but at the cost of repetition it is observed that we have already held that criminal act of the subject of blasphemy. This reveals that the appellant is himself not certain that his act of committing murder of the deceased was justified."

عدالت عظمیٰ پاکستان نے اسی کیس میں پی ایل ڈی ۲۰۱۶ سپریم کورٹ صفحہ ۱۴۶ میں قانون ہاتھ میں لینے والے کو انسداد دہشت گردی کی عدالت کی جانب سے دفعہ ۷ انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997 کے تحت دی گئی سزائے موت کو بحال کیا اور عدالت عالیہ کے دفعہ ۷ کے جرم سے بریت کو کالعدم قرار دیا۔

22۔ اس موقع پر اس امر کی وضاحت بھی انتہائی ضروری ہے کہ اس بابت کوئی غلط الزام مسئلے کی سنگینی کے پیش نظر نہ صرف بذات خود توہین رسالت کا ارتکاب ہے بلکہ کسی معصوم انسانی جان کی حرمت اور تقدس کی صریحاً پامالی ہے۔ ممتاز قادری کیس میں ہم اس مسئلے پر تفصیلی روشنی ڈال چکے ہیں کہ پاکستان کے آئین اور دستور کے مطابق انسانی جان کی حرمت، تقدس اور حفاظت کس درجہ اہمیت کی حامل ہے۔ اور کسی شخص کو آئین و قانون کی روح سے یہ اختیار حاصل نہ ہے کہ وہ قانون کو از خود ہاتھ میں لے اور از خود ریاست بن کر دوسروں کو سزا دیتا پھرے۔ جس طرح کسی معصوم جان پر حملہ ایک جرم ہے بالکل اسی طرح ایک جھوٹے اور غلط الزام کے ذریعے کسی معصوم کی جان کو خطرے میں ڈالنا بھی ایک جرم ہے۔ ہم نے ممتاز قادری کیس پی ایل ڈی ۲۰۱۵ اسلام آباد ۸۵ کے فیصلے میں یہ قرار دیا ہے کہ:

(ترجمہ) "قراردادِ مقاصد کے ذریعے پاکستان کے عوام نے اپنے حقوق ریاست کے سپرد کیے ہیں اور اس امر پر رضامندی ظاہر کی ہے ک وہ دستور کی عائد کردہ حدود و قیود کی پابندی کریں گے۔ اِسلامی جمہوریہ پاکستان کی ریاست کے باشندوں نے

TRUE COPY
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

دستورِ پاکستان کے نفاذ کے ذریعے ریاست کے ساتھ ایک عمرانی معاہدہ تشکیل دیا ہے۔ جس کے رو سے وہ اپنے ذاتی اختیارات سے ریاست کے حق میں دستبردار ہوں۔ تاکہ ریاست اُن کے تفویض کردہ اس اختیار کو عوام کے نمائندوں کے ذریعے استعمال کرے۔ دستورِ پاکستان مجریہ۱۹۷۳ء کے مطابق ریاست کے کسی باشندے کو یہ حق نہ پہنچتا ہے کہ وہ خود قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے اور دوسروں کے حقوق کے بارے میں از خود فیصلے صادر کرے، یہ صرف اور صرف ریاست اور ریاستی اداروں کا کام ہے کہ وہ افراد اور شہریوں کے مابین اختلافات و تنازعات کا فیصلہ کریں اور یہ یقینی بنائیں کہ اسلامی قانون کے اصولوں کا زندگی کے ہر شعبہ میں نفاذ ہو سکے، چاہے وہ فرد، معاشرہ یا عالمی نوعیت سے متعلق ہوں۔ مزید یہ کہ قراردادِ مقاصد میں یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ ریاست کی عدلیہ مکمل خود مختار ہو گی تاکہ عوام کو انصاف کی فراہمی شفاف اور اُن کی تسلی کے مطابق ہو، جنہوں نے اپنے اختیارات عوامی نمائندوں کو تفویض کیے ہیں۔

دستورِ پاکستان، بطور ریاست کے اساسی قانون، شہریوں کو اور ہر ایسے شخص کو جو کہ فی الوقت پاکستان میں ہو، بنیادی تحفظ اور ضمانتیں مہیا کرتا ہے۔ اِس ضمن میں دستور کی دفعہ ۴، ۵، ۹، ۱۰، ۱۴الف، ۱۴ اور ۲۵ انتہائی اہمیت کی حامل ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

دفعہ ۴: افراد کا حق کہ اُن سے قانون وغیرہ کے مطابق سلوک کیا جائے:

۱۔ ہر شہری کا خواہ کہیں بھی ہو اور کسی دوسرے شخص کا جو فی الوقت پاکستان میں ہو، یہ ناقابلِ انتقال حق ہے کہ اسے قانون کا تحفظ حاصل ہو اور اس کے ساتھ قانون کے مطابق سلوک کیا جائے۔

۲۔ خصوصاً۔۔۔۔۔۔۔۔(الف) کوئی ایسی کارروائی نہ کی جائے جو کسی شخص کی جان، آزادی جسم، شہرت یا املاک کے لیے مضر ہو، سوائے جبکہ قانون اس کی اجازت دے:

(ب) کسی شخص کو کوئی ایسا کام کرنے میں ممانعت یا مزاحمت نہ ہو گی جو قانوناً ممنوع نہ ہو اور

(ج) کسی شخص کو کوئی ایسا کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جس کا کرنا اس کے لیے قانوناً ضروری نہ ہو۔

دفعہ ۵:

مملکت سے وفاداری اور دستور اور قانون کی اطاعت:

۱۔ مملکت سے وفاداری ہر شہری کا بنیادی فرض ہے۔

۲۔ دستور اور قانون کی اطاعت ہر شہری خواہ وہ کہیں بھی ہو اور ہر اس شخص کی جو فی الوقت پاکستان میں ہو اور واجب التعمیل ذمہ داری ہے۔

دفعہ ۹: فرد کی سلامتی، گرفتاری اور نظر ثانی سے تحفظ:

TRUE COPY
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

کسی شخص کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے جبکہ قانون اس کی اجازت دے۔

دفعہ ۱۰ الف: منصفانہ سماعت کا حق:

اس کے شہری حقوق اور ذمہ داریوں کے تعین یا اس کے خلاف کسی بھی الزام جرم میں ایک شخص منصفانہ سماعت اور جائز عمل کا مستحق ہو گا۔

دفعہ ۱۴: شرفِ انسانی وغیرہ قابل حرمت ہو گا:

۱۔ شرف انسانی اور قانون کے تابع، گھر کی خلوت قابل حرمت ہو گی۔

۲۔ کسی شخص کو شہادت حاصل کرنے کی غرض سے اذیت نہیں دی جائے گی۔

دفعہ ۲۵: شہریوں سے مساوات:

۱۔ تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور قانونی تحفظ کے مساوی طور پر حقدار ہیں۔

۲۔ جنس کی بناء پر کوئی امتیاز نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ اس آرٹیکل میں مذکور کوئی امر عورتوں اور بچوں کے تحفظ کے لیے مملکت کی طرف سے کوئی خاص اہتمام کرنے میں مانع نہ ہو گا۔

متذکرہ بالا دفعات حقوق کا اصدار، فرائض کا اطلاق اور دستوری ضمانتوں کا اظہار کرتی ہیں۔ دستور میں جس ترتیب کے ساتھ یہ دفعات منضبط کی گئی ہیں وہ ترتیب بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ دفعہ ۴ اور ۵ دستور کے حصہ اول میں مذکور ہیں۔ جبکہ دفعہ نمبر ۸ تا ۲۸ دستور کے حصہ دوم کے باب اول جو کہ بنیادی حقوق سے متعلق ہے، میں درج کی گئی ہیں۔ دفعہ ۴ قانون کی حکمرانی، قانونی تحفظ اور قانون کے مطابق سلوک سے متعلق ہے اور یہ دفعہ اس اعتبار سے انفرادیت کی حامل ہے کہ اس دفعہ کی رو سے قانون کے مطابق سلوک کی ضمانت ایسے وقت میں بھی دی گئی ہے جب حصہ دوم کے باب اول میں مذکور بنیادی حقوق دستور کے مطابق معطل ہوں۔ ریاست سے وفاداری اور قانون کی اطاعت ہر شہری کا بنیادی فرض اور واجب التعمیل ذمہ داری ہے۔ خواہ وہ کہیں بھی ہو اور یہ ذمہ داری ہر اُس شخص پر بھی عائد ہوتی ہے جو فی الوقت پاکستان میں رہائش پذیر ہو کہ وہ دستور اور قانون کی پابندی کرے۔ دستور کی دفعات پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے سے ہی یہ عیاں ہوتا ہے کہ قانونی تحفظ کی ضمانت اِک ایسا حق ہے جو بایں طور پر مہیا کیا گیا ہے جو کہ کسی صورت واپس نہیں لیا جا سکتا۔ دستور شہریوں سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ اُس کے وفادار رہیں، اطاعت کریں اور پابندی کریں۔ جس کے بعد ہی بنیادی حقوق جو کہ دفعہ ۸ تا ۲۸ میں درج کیے گئے ہیں، کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔ ہر شہری کے لیے اُس کی سب سے قیمتی متاع اُس کی ''زندگی'' اور ''آزادی'' ہے۔ دفعہ ۹ اِس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ کوئی بھی شخص زندگی اور آزادی جیسی قیمتی نعمتوں سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ سوائے قانونی طریقہ کار کے۔ ہر شخص زندگی کی نعمتوں اور آزادی کے ثمرات سے لطف اندوز ہو سکتا ہے

TRUE COPY
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

لیکن اُس کے لیے قانون میں عائد کردہ پابندیوں کی اطاعت کرنا ہوگی اور اگر کوئی اُن حدود کو پامال کرے جو آئین میں دی گئی ہیں اور قانون شکنی کا مرتکب ہو تو قانون کے مطابق یہ ضمانتیں منقطع ہو جائیں گی۔ دستور میں دی گئی ضمانتیں کیسی شاندار اور عظیم ہیں کہ جیسے ہی کوئی شخص اپنے کسی غیر قانونی فعل کے سبب دفعہ ۹ میں دی گئی ضمانت سے محروم ہوتا ہے تو فی الفور دفعہ ۱۰ اور ۱۰ الف میں مہیا کردہ دستوری ضمانتیں اُس کے تحفظ کے لیے میدان عمل میں اُتر آتی ہیں۔ زندگی اور آزادی چھیننے کا حق کسی فرد یا افراد کے گروہ کو قطعاً حاصل نہ ہے۔"

ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی جان، مال، آبرو، عزت، کاروبار، اور اس کی خاندانی زندگی کا تحفظ کرے۔ کسی ایک فرد کے خلاف ارتکاب جرم سے قانون فوری طور پر حرکت میں آجاتا ہے لیکن جب یہ جرم کسی ایسی ہستی کے خلاف ہو جو ایمان و یقین، عشق و محبت، دنیاوی زندگی میں منبع رشد و ہدایت ہو اور روزِ محشر شفاعت کرنے والی ہو تو ایسا جرم پوری ملت کے خلاف بالعموم اور پاکستانی قوم کے خلاف بالخصوص ایک گھناؤنا فعل اور ناقابل برداشت عمل ہے۔ پاکستانی قوم کی یہ خوبی ہے کہ اس کے اندر جذبہ خیر اور قربانی کا حوصلہ دیگر اقوام سے زیادہ ہے لیکن ایک پہلو ایسا ہے جس پر کسی قیمت، کسی مصلحت، کسی خوف و لالچ میں آئے بغیر مسلمان کے دل میں آقا حضرت محمد ﷺ کی محبت کی لو روشن رہتی ہے جسے وقت کی آندھیاں کبھی بجھا سکی ہیں نہ بجھا سکیں گی۔ اس لیے ریاست کو ایسے جرائم جو محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ کی عزت، توقیر، مقام، مرتبہ، گھریلو زندگی، نبوی ذمہ داریوں، اور قرآن کریم کے نزول کے حوالے سے ہوں جس سے آپ ﷺ کی تضحیک، توہین، بے عزتی اور مرتبہ کم کرنے کی کوشش ہو، ریاست کو بہت زیادہ ذمہ داری کے ساتھ اپنا کردار ادا کرنا پڑے گا۔ اور ملک کی غالب اکثریت کے جذبات، ایمان، عقیدت، عشق و لگاؤ کو اہمیت دینا پڑے گی اور چند عناصر کی خوشنودی کے لیے یا بیرونی ممالک کے دباؤ کے تحت کاروائی سے اجتناب یا گریز سنگین صورتحال پیدا کرنے کا موجب بن سکتا ہے۔ یہ امر ذمہ داران حکومت کے سامنے تابندہ بن کر رہنا چاہیے کہ اگر اختیارات کے باوجود وہ نبی محترم ﷺ کی شان میں گستاخی اور تضحیک کو برداشت کرتے رہے تو نہ صرف وہ اپنے آپ کو نبی محترم ﷺ کی شفاعت سے محروم پائیں گے بلکہ توہین و تضحیک کرنے والوں کے سہولت کار تصور ہوں گے جو از خود ایک جرم ہے۔

23۔ معاملہ کی حساسیت فوری کاروائی کی متقاضی ہوتی ہے نہ کہ کبوتر کی مانند آنکھیں بند کرنے سے یا معاملہ کو تکنیکی و پیچیدہ قرار دیکر راہِ فرار اختیار کرنے سے۔ بدقسمتی سے کچھ لوگ اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے عمل سے زیادہ ردِ عمل پر شور و غوغہ بلند کرتے ہیں۔ حالانکہ کسی عمل جو کہ قانون کی نظر میں جرم ہے پر بروقت قانونی کارروائی غیر قانونی ردِ عمل کو روک سکتی ہے۔

TRUE COPY
16.2.17
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

یہ امر باعث افسوس ہے کہ FIA اور اسلام آباد پولیس نے معاملہ کی حساسیت کی آڑ لیکر اپنی ذمہ داریوں سے راہِ فرار اختیار کی اور اس طرز عمل سے محسن انسانیتؐ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے عناصر کی حوصلہ افزائی ہوئی جس بناپر پوری اُمت مسلمہ اور پاکستانی قوم، کرب واضطراب کی کیفیت سے دوچار ہوگئی۔ قریب تھا کہ وطن عزیز کے اندر شدید احتجاج کی فضا بنتی، اور ملک ایک سنگین بحران سے دوچار ہوتا عدالت ہذا نے معاملہ کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے اور قوم کے ذہنی تناؤ کو بھانپتے ہوئے فوری اقدامات کے احکامات جاری کیے۔ الحمدللہ قوم کا اعلیٰ عدلیہ پر اعتماد بڑھا جسکی وجہ سے پاکستان ایک بہت بڑی آزمائش سے دوچار ہونے سے محفوظ رہا۔

یہ پہلو انتہائی تکلیف دہ ہے کہ ریاستی ادارے اس پہلو کا ادراک کرنے سے قاصر رہے کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے، اسکی جغرافیائی سرحدوں کی طرح نظریاتی سرحدیں بھی ہیں جغرافیائی سرحدوں کی پامالی ذمہ دار اداروں کو بے چین اور مضطرب کر دیتی ہے جس سے قوم ایک ہیجانی کیفیت میں مبتلاء ہو جاتی ہے لیکن ناموسِ رسالت ﷺ جو کہ بجا طور پر وطن عزیز کی نظریاتی سرحد ہے پر تابڑ توڑ حملے نبی مہربان ﷺ کی شان میں گستاخی کی صورت کیے جاتے ہیں تو ریاستی اداروں کی طرف سے عمومی طور بے حسی اور سرد مہری کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ جبکہ ملک کا سوادِ اعظم غم وغصہ بے بسی اور ذہنی تناؤ کا شکار ہوتا ہے ایسی ہی کیفیت حضور اکرم ﷺ کے عشق میں سرشار کسی غلام کو قانون ہاتھ میں لینے پر مجبور کر دیتی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ حساس معاملہ پر سرعت سے قانون کو حرکت میں لایا جائے اور ذمہ دار عناصر کے خلاف فی الفور کارروائی عمل میں لائی جائے تاکہ مسلمانان پاکستان جن کیلئے حضور اقدس ﷺ کی ذات تمام رشتوں سے محترم ہے کو یقین کامل حاصل ہو سکے کہ گستاخان رسول ﷺ ملکی قانون کے مطابق عمل سے گزارے جائیں گے اور قانون وانصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے عدالتی فیصلہ کے مطابق برتاؤ کے مستحق قرار پائیں گے۔ انسدادِ دہشت گردی ایکٹ مجریہ ۱۹۹۷ کی دفعہ ٦ ذیلی دفعہ ۲ کی شق (ایف) اور (پی) کے مطابق توہینِ رسالت ﷺ کے جرم کو دہشت گردی ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس لیئے قانون نافذ کرنے والے ادارے مقدمہ کے اندراج کے وقت اس اہم قانونی تقاضے کو مدِ نظر رکھیں

24۔ چند نامور دانشور یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مسلمان اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کے لئے کٹ مرنے اور تختہ دار پر چڑھنے کے لیے کیوں تیار رہتے ہیں۔ مسلمان کو اللہ سُبحانہ وتعالیٰ کا تعارف اور اس کی ہستی کے ہونے کی دلیل آپ ﷺ نے دی تو اللہ سُبحانہ وتعالیٰ کی ذات کے حوالے سے ایمان ویقین پیدا ہوا اسی طرح قرآن کریم جو مختلف اوقات میں نبی مہربان ﷺ کے قلب اطہر پر وحی کی صورت میں نازل ہوتا تھا۔ اور آپ ﷺ اس کی تلاوت فرما کر صحابہ کرام اجمعینؓ کو سناتے تھے پر اللہ کا کلام ہونے کا یقین اور ایمان اس لئے پیدا ہوا کہ آپ ﷺ نے گواہی دی کہ یہ کلام اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا۔ آج ہم قرآن کریم کو جس کتابی صورت میں دیکھتے ہیں یہ ہر گز اس شکل

TRUE COPY
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

میں نازل نہیں ہوا تھا۔ اس پہلو پہ غور کرنے سے ناعاقبت اندیش ملحدوں اور کم ظرف دانشوروں کو جواب مل جانا چاہیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہستی اور قرآن مجید کا الہامی کتاب ہونا نبی آخر الزماں ﷺ کی گواہی کا ثمر ہے۔

ایسے ہی افراد پر مشتمل ایک مخصوص طبقہ کئی دہائیوں سے توہین رسالت کے قانون پر برانگیختہ ہے اور قانون پر اعتراضات اٹھاتے ہوئے ایک دلیل پیش کرتا ہے کہ اس قانون کا غلط استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا اس قانون کو ختم کر دینا چاہیے۔ یہاں قابل غور امر یہ کہ کیا کسی قانون کے غلط استعمال کی وجہ سے اس کا صحیح استعمال بھی روک دینا چاہیے یا غلط استعمال کے اسباب کو دور کرنا چاہیے؟ یقیناً ایک عام فہم آدمی بھی یہ رائے ہی قائم کرے گا کہ غلط استعمال کے اسباب دور ہونے چاہئیں نہ کہ قانون۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں آج تک کسی بھی مسلم یا غیر مسلم کو توہین رسالت ﷺ کے جرم کے ارتکاب پر سزائے موت پر عمل درآمد نہیں ہوا۔

پاکستانی معاشرہ کی ساخت اس نوعیت کی ہے کہ یہاں خاندانی دشمنیاں کئی نسلوں تک چلتی ہیں اور قتل اور بدلہ ایک عمومی کارروائی تصور ہوتی ہے اور اگر معاملہ قانونی کارروائی کی طرف جائے تو بے گناہ افراد کو بھی مقدمہ میں ملوث کرنا لازمی شرط ہے۔ یہ عمل صدیوں سے جاری ہے لیکن قانون کے اس غلط استعمال پر کبھی کوئی نوحہ کناں نہ ہوا اور نہ ہی معترض، محض قانونِ توہین رسالت ﷺ پر تنقید اور ہرزہ سرائی نیک نیتی کو ظاہر نہیں کرتا۔ عدالت اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ بعض عناصر اپنے ذاتی مذموم مقاصد کے حصول کے لئے اور اپنے مخالف کو عامتہ الناس کے غصے اور غضب کا نشانہ بنوانے اور قانون کے شکنجے میں پھانسنے کے لئے توہین رسالت ﷺ کا جھوٹا الزام بھی عائد کر دیتے ہیں۔ اس سے ملزم اور اس کا خاندان نفرت کی علامت، لائقِ معاشرتی قطع تعلق اور قانونی کاروائی کے تحت واجب سزا تصور ہوتا ہے گو ایسے واقعات بہت ہی محدود تعداد میں ہیں لیکن توہین رسالت ﷺ کا جھوٹا الزام لگانا کسی جرم کی غلط اطلاع دینے اور دفعہ 182 مجموعہ تعزیرات پاکستان کے تحت سزاوار عمل نہیں ہے بلکہ یہ از خود ایک سنگین جرم ہے جو کہ الزام لگانے والا کسی بے گناہ فرد سے توہین رسالت ﷺ کے الفاظ، حرکات یا عمل منسوب کر کے، کم از کم خود اس جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس لئے غلط استعمال روکنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ توہین رسالت ﷺ کا لگایا گیا الزام غلط ثابت ہونے پر الزام لگانے والے کو وہ سزا دی جائے جو کہ توہین رسالت ﷺ کے قانون کی صورت میں موجود ہے۔ اس لئے یہ معاملہ مقننہ کے پاس لیکر جانا ضروری ہے تاکہ ضروری قانون سازی کی جاسکے۔

25۔ عدالت پوری یکسوئی سے اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ریاستی اداروں کے ذمہ داروں کو حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اطہر کیساتھ پاکستانی قوم کی وابستگی اور عشق و محبت کی گہرائی کا صحیح اندازہ نہیں ہے۔ حضور شفیع المسلمین والمرسلین ہیں اُنکی ذات پر حملے یا انکی شان میں گستاخی متقی و پرہیزگار د

TRUE COPY
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

دُنیادار و گناہ گار کوئی مسلمان بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ بے علم و بے عمل مسلمان بھی اتنا شعور بہر حال ضرور رکھتا ہے کہ روزِ محشر جب خونی رشتے اجنبی بن جائیں گے دوست احباب کنارہ کش ہو جائیں گے اور مال واسباب حیثیت کھو بیٹھیں گے تو اس کیفیّت میں اللہ کریم سے گناہوں کی مُعافی کیلئے آپ ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے۔ اس لیے یہ مذہبی جنوں کا معاملہ نہیں بلکہ ایمان کی پونجی جو اُخروی زندگی کیلئے کامیابی کا واحد حوالہ ہے، جسے کوئی مسلمان چاہے اس کے روز و شب، مطلوب مسلمان جیسے نہ بھی ہوں تب بھی آپ ﷺ کیساتھ عشق کی حرارت میں صاحبانِ عمل سے پیچھے نہیں رہتا اور اس کو سرمایہ حیات سمجھتا ہے۔ ریاستی اداروں کو ایسے مقدمات میں اس امر کا بھی ادراک کرنا چاہیے کہ اطلاع کردہ وقوعہ دو متحارب گروپوں یا افراد کے درمیان نہیں ہوتا بلکہ گستاخی رسول ﷺ کا جرم خیبر سے کراچی تک پوری قوم کے جذبات کو مجروح کرنے اور اضطراب پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ قانونی کاروائی میں تاخیر لازمی طور پر قانون شکنی اور امنِ عامہ کا مسئلہ پیدا کرتی ہے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو قطعاً یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اس بابت فیصلہ کریں کہ کون سا قانون ٹھیک ہے اور کونسا نہیں۔ قانون کی کتب میں درج ہر قانون زندہ اور لائق نفاذ ہوتا ہے جب تک کہ پارلیمان اس بابت کوئی تحرک نہ کرے یا اعلیٰ عدالتیں اسے بنیادی حقوق اور اسلامی تعلیمات کے منافی قرار دیکر کالعدم قرار نہ دے دیں۔ سیاسی یا مذہبی مباحث سے قطع نظر قانون کا نفاذ اُسکی صحیح روح کیساتھ متعلقہ اداروں کی ذمہ داری ہے۔

ایک عامی مسلمان محسن انسانیت ﷺ کے بارے میں کیا جذبات رکھتا ہے اور اپنی امیدوں کا مرکز و محور کیسے سمجھتا ہے کی عکاسی جناب مظفر وارثی (مرحوم) نے اپنی زیرِ نظر نعت میں پیش کی ہے جو بجا طور پر ہر مسلمان کی قلبی کیفیت کی عکاس ہے۔

میرا تو سب کچھ میرا نبیؐ ہے

سیاہیاں مجھ میں داغ مجھ میں
جلیں اُسی کے چراغ مجھ میں

اثاثۂ قلب وجاں وہی ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبیؐ ہے

میرے گناہوں پہ اُس کا پردہ
وہ میرا اِمروز میرا فردا

ضمیر پر حاشیے اُسی کے
شعور بھی اُس کا وضع کردہ

وہ میرا ایماں میرا تیقن
وہ میرا پیمانۂ تمدّن

وہ میرا معیار زندگی ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبیؐ ہے

وہ میری منزل بھی ہمسفر بھی
وہ سامنے بھی پسِ نظر بھی

وہ ہی مجھے دور سے پکارے
اُسی کی پرچھائی روح پر بھی

وہ رنگ میرا میں اُس کی خوشبو
میں اُسی کی مٹھی کا ایک جگنو

وہ میرے اندر کی روشنی ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبیؐ ہے

اسی کا غم مجھ کو ساتھ رکھے
وہ ہی میرے دل پہ ہاتھ رکھے

وہ درد بھی ہے سکون بھی ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبیؐ ہے

TRUE COPY
16.4.17
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

ازل کے چہرے پہ نور اُس کا — ظہور عالم ظہور اُس کا
اُسی کے قدموں میں راہ میری — اُسی کی پیاسی ہے چاہ میری
اُسی کی مجرم میری خطائیں — اُسی کی رحمت گواہ میری
خُود اس کی آواز گُفتۂ حق — خُود اس کی تنہائی طور اس کا
بہت سے عالی جناب آئے — خدا کے بعد اس کا نام آئے
وہ اولی ہے وہ آخری ہے — میرا تو سب کچھ میرا نبیؐ ہے
نہ مجھ سے بارِ عمل اُٹھے گا — نہ عذب ہی کوئی ساتھ دے
اگر کہے گا تو روز محشر — خُدا سے میرا نبیؐ کہے گا
سیاہیاں داغ صاف کر دے — اسے بھی مولا مُعاف کر دے
یہ میرا عاشق ہے وارثی ہے — میرا تو سب کچھ میرا نبیؐ ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبیؐ ہے

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ عدالت کی طرف سے بیدار کرنے اور توجہ دلانے پر حکومتی اداروں بالخصوص وزارتِ داخلہ نے مسئلہ کی نزاکت کا ادراک کرتے ہوئے مختلف اقدامات اٹھائے جن میں سے ایک فیس بک انتظامیہ سے رابطہ کرنا بھی شامل ہے۔ چونکہ یہ گھناؤنا فعل ایک سازش کے تحت مسلسل جاری ہے اس لیے وزارتِ داخلہ اور دیگر متعلقہ اداروں کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ فیس بک انتظامیہ کے ساتھ مذاکرات کر کے اس شر انگیزی کا مکمل خاتمہ کرائے اور یہ مطالبہ کرے کہ توہینِ اللہ رب العزت، توہینِ رسالت ﷺ، توہینِ امہات المومنینؓ، توہینِ اہل بیت اطہارؓ، توہینِ صحابہ کرامؓ، اور توہینِ قرآن پاک کی ناپاک جسارت کرنے والے صفحات کو نہ صرف بند کیا جائے بلکہ فیس بک انتظامیہ ایسے مواد کو اپنی منفی فہرست میں شامل کرے۔ پاکستان سے فیس بک انتظامیہ کو کثیر آمدن حاصل ہوتی ہے اس لیے یہ پہلو بھی اجاگر کیا جانا ضروری ہے کہ اگر یہ مکروہ فعل اور ناپاک دھندہ نہ رُکا تو پاکستان میں عوام سوشل میڈیا بشمول فیس بک کا بائیکاٹ کرنے پر مجبور ہو سکتے ہیں اور مستقل پابندی بھی لگائی جاسکتی ہے۔ اس فتنہ گیری اور شر انگیزی کے خلاف ریاست کو مستقل بنیادوں پر ایک آتشی دیوار (Fire Wall) کھڑی کرنے کی ضرورت ہے اور ایک ایسا ادارہ تشکیل پانا چاہیے جس میں ملک کی نظریاتی، جغرافیائی، اور انتظامی امور سے متعلق افراد شامل ہوں جو ہمہ وقت اس طرح کی تخریبی کاروائیوں کی بیخ کنی کریں اور تخریبی عمل میں شریک عناصر کو قانون کے مطابق برتاؤ کے لئے متعلقہ عدالتوں کے حوالے کریں تاکے قانون کی منشاء کے مطابق ان کی سزا و جزا کا فیصلہ آسکے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ کی توفیق اور نبی کریم ﷺ کی ناموس کی برکت سے تمام فاضل وکلاء نے اس مقدمہ کے دوران بھرپور معاونت کی۔ یہ عدالت اُنکی کاوشوں کا اعتراف کرتی ہے اور دعا گو ہے کہ روزِ محشر نبی محترم ﷺ کی شفاعت کے حقدار ٹھہریں۔ اسی طرح تمام سرکاری افسران جو مختلف اداروں سے تعلق رکھتے ہیں، کے جذبات اور تعاون کو سراہتے ہوئے ان کے لیے دنیا و اخرت کی

TRUE COPY
16.8.17
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

ابدی کامیابی کے لیے بھی عدالت نیک خواہشات کا اظہار کرتی ہے۔ گو کہ تمام وکلاء جو اس مقدمے میں پیش ہوئے کا تعاون اور رہنمائی مثالی رہی لیکن چند نام ایسے ہیں جن کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ نہ کرنا غیر مناسب ہو گا ان میں جناب ارشد محمود کیانی ڈپٹی اٹارنی جنرل، جناب افتخار احمد بشیر ایڈووکیٹ اور جناب عمران شفیق ایڈووکیٹ شامل ہیں جنہوں نے ہمہ وقت کاوش اور انتھک محنت سے عدالت کی طرف سے لگائی جانے والی ذمہ داریوں کو بطریق احسن ادا کیا جس سے فیصلہ ہٰذا کی تحریر میں بے حد سہولت اور مدد حاصل ہوئی۔ اللہ ان فاضل دوستوں کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

26۔ اس فیصلے کے اختتام پر یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ موجودہ دور میں گستاخی کی جو ناپاک جسارت سوشل میڈیا پر کی جا رہی ہے وہ تمام اہل اسلام کے لئے انتہائی تکلیف دہ ہے اور اسی مقصد کے تحت ملک کو فتنہ فساد اور خانہ جنگی سے بچانے کے لئے عدالت نے توہین رسالت کے مسئلے پر فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ مصدرہ پی ایل ڈی ۱۹۹۰ فیڈرل شریعت کورٹ صفحہ نمبر ۱۰ میں واضح کردہ قانون توہین رسالت پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے اپنے اختیار کو استعمال کیا ہے۔ جہاں تک دلی کیفیت کا تعلق ہے تو اس کا اظہار اس سے بہتر ممکن نہیں جو کہ تقریباً اسی طرح کے حالات میں امام ابن تیمیہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف الصارم المسلول کے دیباچہ میں ذکر کئے ہیں:

"ایک حادثہ وسانحہ (جو ہمارے عصر و عہد میں) رونما ہوا اس کا تقاضا تھا کہ رسول ﷺ کا جو حق ہم پر واجب ہے (استطاعت بشری کی حد تک) اُس میں سے جس قدر ممکن ہو ادا کیا جائے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر، نصرت وحمایت، ہر موقع و مقام پر آپ ﷺ کو اپنے نفس و مال پر ترجیح دینا اور ہر موذی سے آپ ﷺ کی رعایت و نگہداشت اللہ تعالیٰ نے ہم پر واجب ٹھہرائی ہے، اگرچہ ذات ربانی نے اپنے رسول کو مخلوقات کی امداد سے بے نیاز کر دیا ہے، تاہم ایک دوسرے کو آزمانے اور رسولوں کی مدد کرنے والوں کو نہ مدد کرنے والوں سے ممتاز کرنے کے لیے ہم پر اسے واجب کیا ہے تاکہ بندوں کو اُن کے اعمال کا صلہ اسی طرح دیا جائے جس طرح اُس نے پہلے سے لوح محفوظ میں رقم کر دیا ہے۔ ہمارے درد کا یہ المناک سانحہ اس امر کا موجب و محرک ہوا کہ میں نبی ﷺ کی توہین و تحقیر کرنے والے کے لیے جو سزا مقرر ہے اُس کو ضبطِ تحریر میں لاؤں، خواہ اس کا ارتکاب کرنے والا مسلم کہلاتا ہے یا کافر، نیز اس کے تمام متعلقات و توابع کو شرعی احکام و دلائل کی روشنی میں بیان کروں۔ اور وہ ذکر و بیان اس قابل ہو کہ اس پر بھروسہ کیا جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ علماء کے اقوال کا تذکرہ کروں جو میرے ذہن میں محفوظ ہیں اور ان کے اسباب و علل بھی ذکر کروں۔ باقی رہی وہ سزا جو عالم آخرت میں اللہ نے اس کی مقرر کی ہے تو میں اس کی تفصیل میں نہ جاؤں گا، اس لیے کہ یہاں اُس

TRUE COPY
16.8.11
Examiner
Copy Supply Section
Islamabad High Court
Islamabad

حکم شرعی کا اظہار و بیان مقصود ہے جس کے مطابق مفتی فتویٰ دے سکے اور قاضی فیصلہ صادر کر سکے۔ اور اُمت اور اس کے حکمرانوں دونوں پر اس کی تعمیل بقدرِ استطاعت واجب ہے۔ اللہ ہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے"

میں نہ زاہد، نہ مجاہد، نہ مفسر، نہ حکیم
میری دولت دلِ شرمندہء عصیاں ہی سہی
کوئی نسبت تو ہوئی رحمت عالمؐ سے مجھے
آخری صف کا میں ادنیٰ سا مسلماں ہی سہی
یورش کفر سے زخمی سہی جذبے میرے
ایک کمزور سا، مظلوم سا ایماں ہی سہی
یہ بہت ہے کہ جلے اس میں تری شمع خیال
زندگی اپنی بس اِک خانہء ویراں ہی سہی
اُسے کیا غم، جسے ہو دردِ محبت حاصل
چشمِ دُنیا میں وہ اِک سوختہ ساماں ہی سہی

فیصلہ ہٰذا کی نقول تمام متعلقہ اداروں کو روانہ کی جائیں اور دی گئی ہدایات پر عمل درآمد کی رپورٹ اندر تیس یوم طلب کی جائے۔

(شوکت عزیز صدیقی)
جج

* ذوالقرنین شاہ *

اشاعت کے لیے منظور

16.8.11